

اسلام میں

اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

سیدنا محمد ﷺ

زیرنظر مضمون میں ذمیوں کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کو اجمالاً پیش کیا گیا ہے۔ اور عہدِ اسلامی کے مختلف ادوار سے مثالیں پیش کر کے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ اسلام نے غیر مسلم رعایا کے ساتھ کیا رویہ روا رکھا۔

اس سلسلہ میں بنیادی چیز نص قرآنی ہے، یعنی مسلمانوں کے دستور و قانون میں ذمیوں کو کیا اہمیت دی گئی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے، کہ آپ نے قرآنی دستور کے تقاضا کو کس طرح عملاند کیا، سب سے آخر میں ہمارے سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر ادوار ہیں کہ انھوں نے بھی کس طرح اس تقاضائے اسلامی کو بہر مدد پریشانی نظر رکھا۔

اقلیتوں سے متعلق نص قرآنی

۱- لَا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا بِمَا آمَنُوا فِي السُّبُحِ وَاللَّيْلِ وَالسُّجُودِ وَالسُّجُودِ وَالسُّجُودِ وَالسُّجُودِ

من دياركم ان تبرؤهم وتقسطوا اليهم ، ان الله يحب المقسطين ۵
ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ آسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں
کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ
تمہارے انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

۴۔ الْيَوْمَ أَحْلَلْنَا لَكُمْ الْبَطْيَانَ ۵ وَطَعَامَ السَّيِّئِينَ أَدْتُوا الْكِتَابَ حِلًّا
لَكُمْ ۶ وَطَعَامَكُمْ حِلًّا لَهُمْ ۷ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ السَّيِّئِينَ أَوْتَرْنَا لَكُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِكُمْ ۸

ترجمہ: آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تم کو حلال
ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے اور پارسا اور تہی جو مسلمان ہوں اور پارسا اور تہی ان
لوگوں میں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ دستورِ قرآنی کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کا
غیر مسلم رعایا کے ساتھ سلوک انتہائی شرفیافانہ و عادلانہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں
پانے والے ان معاہدات پر حیب نظر ڈالتے ہیں جو غیر مسلم قوم سے کئے گئے ہیں و حقیقت یہ واضح ہو جاتی
ہے کہ اسلام جبر و تشدد کا نام نہیں بلکہ یہ مذہبِ انِ دَاشْتی کا علمبردار ہے۔

میشاقِ مدینہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے ساتھ جو معاہدہ طے پایا اس میں وضاحت کی گئی تھی کہ
جن یہود نے ہمارے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے ان کے متعلق مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کو مدد دیں اور
مواساة کا برتاؤ کریں۔ ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے اور ان کے خلاف ان کے دشمن کو مدد نہ دی جائے۔

۸۔ سورہ الممتحنہ آیت ۸

۵۔ سورہ المائدہ آیت ۵۔ سیرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم (مصنفہ شبلی)

اس کے علاوہ اس معاہدہ میں یہ شئی بھی شامل تھی کہ اگر مسلمان کسی سے صلح کریں گے تو یہود بھی اس صلح کے پابند ہوں گے۔ اور اگر یہود کسی سے صلح کریں گے تو مسلمانوں پر بھی لازم ہوگا کہ یہود کے ساتھ ایسا ہی تعاون کریں۔ البتہ کسی فریق کی اپنی مذہبی جنگ میں دوسرے فریق پر تعاون کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

معاہدہ شقیف (طائف)

ہجرت سے قبل ملافہ کے شہر میں نبیؐ کی آخری نماز صلاۃ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو سوکھ کیا گیا وہ تاریخ کا ایک انتہائی افسوسناک ترین واقعہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پتھر برسائے گئے۔ یہاں تک کہ حضور پر الصلوٰۃ والسلام کا جسم اٹھ زخموں سے چور ہو گیا۔ اور جسم اٹھ سے نکلنے والے خون سے آپ کی نعلین مبارک بھر گئے۔ مگر اہل طائف سے بھی جیب معاہدہ ملے پایا تو آپ نے رُوحِ اسلامی کے تقاضوں کے عین مطابق معاہدہ میں شیت بھی شامل فرمائی کہ ”یہ لوگ مسلمانوں ہی کی ایک جماعت سمجھے جائیں گے۔ اس لئے مسلمانوں میں جہاں چاہیں بے روک ٹوک آمد و رفت رکھ سکیں گے۔“ تھج کر کہ بعد صرود کائنات کا بیحیثیت فاجح، مکہ میں داخل ہو کر ”اذھبوا فانتم انطلقتم“ کا نعرہ اٹھانے والا فرمانا تاریخ عالم کا ایک بے مثال اور نادر واقعہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان عملی اقدامات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مظالم اسلامی میں ذمیوں کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ علاوہ دیگر اقوام میں غیر ذمیوں کو کوئی تحفظ حاصل نہیں تھا۔ جب کہ ہم اور فارس میں غیر ذمیوں کے حقوق غلاموں سے بھی برتر تھے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تزع کے عالم میں بھی ”ذمیوں“ کو نہیں بھولے اور جہاں پر اور بہت سی نصاب فرمائیں ان میں یہ بھی تھی۔

”میں خلیفہ وقت کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ خدا کی ذمہ داری اور رسول اللہؐ کی ذمہ داری کا لحاظ رکھے یعنی اہل ذمہ سے جو افسار کرے وہ پورا کیا جائے ان کے دشمنوں سے لڑا جائے اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔“ (ب)

شہ (الف) خطبہ تھج کہ (میرت النبی صلعم) (ب) الفاروق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل الذمہ کو جو حقوق دیتے اس کے لحاظ سے وہ گویا رعایا نہیں بلکہ عبدِ خاروقی کی تاریخ پر جب ہم ٹکاء ڈالتے ہیں اور اہل الذمہ کی حیثیت کا اندازہ کرتے ہیں۔ تو بعینہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ذمّی اور مسلمان دونوں برابر ہوں۔

خاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عبدِ مبارک ہیں ایک شخص نے جو مسلمان تھا کسی ذمی کو قتل کر ڈالا تو حضرت عمر نے لکھ بھیجا کہ قاتل مقتول کے مارثوں کو سزا دیا جائے۔ چنانچہ قاتل کو قتل کر دیا گیا۔
نظامِ اسکاہی کی اس رواداری کی شہادت غیر مسلم بھی دیتے ہیں۔ سر آرٹھڈ رٹم طراز ہے۔

”یہ بات کہ ان لوگوں کا قبولِ اسلام کسی طاقت یا جبر کا نتیجہ نہیں تھا ان خوشگوار تعلقات سے بھی واضح ہوتی ہے جو اس زمانے کے عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان موجود تھے۔ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک عیسائی قبائل سے معاہدات کئے جن کی رو سے آپ نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا اور انہیں اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرنے کی ضمانت دی اور ان کے مذہبی پیشواؤں کے ان تمام حقوق اور اقتدار کو قائم رکھا جو انہیں اسلام سے قبل حاصل تھا۔“

چند اور مثالیں

بعض غیر مسلم اصحاب فکر و نظر نے ”جزیرہ“ پر تنقید کی کہ مسلمان جنسیت کی صورت میں ذمیوں کی دولت بٹوتے تھے۔ حالانکہ یہ حقیقتِ حال کے خلاف ہے۔ جزیرہ دراصل ان فوجی خدمات کے عوض لیا جاتا تھا جو مسلم حکومت ان کی حفاظت کے سلسلہ میں سرانجام دیتی تھی۔ بعض مواقع پر ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی غیر مسلم قوم نے معاہدہ میں یہ طے کر لیا کہ وہ جنگ میں مسلمانانِ طرف سے لڑیں گے تو ان پر جزیرہ معاف کر دیا گیا۔ چنانچہ الجبراجہ کے عیسائی قبیلے کے ساتھ جو اٹلیا کے میں آباد تھا۔ ایسا ہی

۶۰ الذاریہ فی تخریج المسایہ

THE PREACHING OF ISLAM. P. 48-ع

معاہدہ ہوا مسلمان فریقوں کی حفاظت کا پوری طرح لحاظ رکھتے تھے، ایک مرتبہ جب مسلمانوں نے ہرتل کے لشکر کی آمد کی خبر سنی تو محض دلوں کا جزیرہ محض اس لئے خالی کر دیا کہ اب ہم تمہاری حفاظت کا حق ادا نہیں کر سکیں گے لہذا جزیرہ کی جو رقوم ہم نے تمہاری حفاظت کے عوض لی تھی وہ واپس کی جاتی ہے تم اپنی حفاظت کا خیال متظام کرو۔ اس عدل و انصاف کا یہ اثر پڑا کہ محض دلوں نے بیک زبان مسلمانوں سے کہا کہ ہم تمہارے

شاذ بشارتیں گے۔ یہودیوں نے تورات کی تم کھا کر کہا کہ جب تک ہمارے دم میں دم ہے، ہرتل کا عامل محض میں دانش نہیں ہو سکتا۔

جہاں مسلمان نے مغربہ علاقوں کے باشندوں کو اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی کے سلسلہ میں آزادی عطا کی اس نے ان کی عبادت گاہوں، کلیساؤں اور خانقاہوں، ہوں علماء اور راہبوں کی حفاظت کا ذمہ خود اپنے سر لیا۔ اس نے ان سے کئے ہوئے معاہدوں کی آبی دیانت داری کے ساتھ پابندی کی جس کی مثال بین الاقوامی تاریخ میں مشکل سے پیش آئے گی یہ کہ محض یا وہ گوئی ہے کہ اسلام مذہب کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق و امتیاز کرتا ہے اس کے برعکس تو لحاظ مذہب و عقیدہ تمام انسانوں کو ان کے بنیادی، انسانی حقوق عطا کرتا ہے۔ وہ انسانوں کو خالص انسانی بنیاد پر جمع کرتا ہے۔ اسلام خود کو ساری انسانیت کا دین سمجھتا ہے اور خود کو چھیننے کے لیے مادی یا مصنوعی دباؤ استعمال نہیں کرتا۔ جب بھی مسلمانوں نے کسی ملک پر حملہ کیا اس کے سامنے تین صورتیں رکھ دیں۔ اسلام، جزیرہ اور آخر میں جنگ سندھ میں شیخ اسلامی کو فر دہاں کرنے والے محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کرنے کے لیے ہندوؤں نے ان کا شیچو بنا کر نصب کیا۔ محمد بن قاسم نے فتح سندھ کے بعد برہمنوں کے ان حقوق کو بدستور باقی رکھا جو سابقہ حکومتوں کی طرف سے ان کو حاصل تھے۔ ہندوؤں کے لیے جو جائیدادیں وقف چلی آتی تھیں ان میں بھی کوئی دخل نہیں دیا گیا۔ اس کے علاوہ سرکاری مال گوداری میں سے برہمنوں کے وظیفے مقرر کئے گئے۔ جن تاجروں، کسانوں، پیشہ ورانوں اور شہریوں کا مال جنگ میں لٹ گیا تھا ان میں سے ہزار تھوڑا سا حصہ ان میں ایک لاکھ بیس ہزار درہم تقسیم کئے گئے۔ تاکہ وہ اپنی حالت درست کر کے اپنے شہریوں کی طرح اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ پانچ کے

عہدہ: کتاب الجامعہ مولانا محمد بن مردانہ مالکی۔ ج ۱۔ تاریخ سندھ مصنفہ اعجاز الحق قندوی

نہ نہیں لوگ جن حدود پر نڑتے ان کو برقرار رکھا گیا اور بڑے بڑے برہمنوں کو لاکر محمد بن قاسم نے کہا کہ داپہر کے زمانہ میں تم معمول حدود پر نڑتے اس لئے تم شہر کے ہر پچھے اور بڑے آدمی کو جانتے ہو اگر کچھ شریف لوگ تمہاری نظر میں ایسے ہوں جو ہماری امداد کے مستحق ہیں تو ہمیں بتاؤ۔ تاکہ ان کی امداد کی جا سکے۔

محمد بن قاسم کا یہ زیادہ اسلامی قانون کے عین منشاء کے مطابق تھا۔ اور اکثر و بیشتر حجاج بن یوسف اپنے خطوط میں محمد بن قاسم کو ذمیوں کے ساتھ نیک سلوک کی تلقین و تاکید کرتا رہا۔ جب محمد بن قاسم نے نیرون فتح کیا تو حجاج نے اسے خط لکھا۔

”تم نیرون کے لوگوں کے ساتھ بھربانی سے پیش آؤ۔ اور ہر طرح ان کی بھلائی کی کوشش کرو۔ اور انہیں بھری سرپرستی کی امید دلاؤ۔ جو کوئی تم سے امن چاہے اسے امن دو جو عزیزین و اکابر تمہارے پاس آئیں ان کو خلعت و اکرام سے نوازو۔ ان کے مرتبے کے مطابق ان کی دولت کو عقل و دماغی کو اپنا ہیر بتاؤ۔ جس سے وعدہ کروائے پورا کرو، تاکہ اطراف و اکناف کے امراء و اکابر تمہارے وعدے پر اقبال کریں۔“

غیر مسلم رعایا سے حسن و سلوک کے اس طرز عمل کو ہر مسلم حکومت نے اپنا کر رواج اسلام کو دوام بخشا۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان نے بطریق جو حقوق و مراعات دیں ان کے تعلق مشہور انگریز محقق ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ لکھا ہے کہ فتح کے بعد سلطان نے جو سہ ماہی جاری کیا اس میں قسطنطنیہ کے بطریق کے نائبین کو تمام وہ حقوق و مراعات دیں جو انہیں پہلی حکومت میں حاصل تھے۔

دورِ حاضر کے بعض نام نہاد مفکرین تاریخ اسلام کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتا چاہتے ہیں کہ مسلم سلاطین فتوحات کے بعد انتہائی جبر و استبداد کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں اکثر صاحبِ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر دیانت داری کے ساتھ سلطان محمود غزنوی کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے اور اس وقت کے ہندو راجاؤں اور حکمرانوں کی مسلسل پشت در پشت چھوڑ

کو بھی نظر میں رکھا جائے تو محمود غزنوی محمود و درگزر کا پیکر معلوم ہوتا ہے۔ جسے پان نے بین بادر محمد شکتی کا کہ
 جب تیسری بار شکست کمانے کے بعد گنگا تار ہو گیا تو اس نے پھر معافی کی درخواست کی چنانچہ محمود غزنوی نے اسے
 پھر معاف فرماتے ہوئے اس کی سلطنت کو بحالی رکھا۔ "جامع التواریخ" ظاہر ہے کہ سلطان محمود غزنوی
 نے دس ہزار ہندوؤں کو اپنی فوج میں بھرتی کیا۔ مشہور مورخ الفسطن نے اپنی تاریخ میں صاف لکھا ہے :-
 "سیر ہرگز ثابت نہیں ہو سکا کہ سلطان محمود غزنوی نے کسی ایک ہندو کو بھی زندہ کرتا تھا۔"
 نیا ہوا اور لڑائی کے سوا کسی ایک ہندو کو بھی اس نے قتل کیا ہو۔

مسلم علماء نے ہمیشہ اسلام کے اصول رواداری کو وسیلہ راہ بتایا ہے۔ قیام پاکستان کی بدولت
 بین مسلمانوں کے خلاف جس قسم اور بریت کا مظاہرہ کیا گیا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس کے باوجود
 محمد علی جناح نے اسلام کے اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ۱۹۴۶ء کو ایک بیان جاری کیا جس میں فرمایا

"مجھے معلوم ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کا اس وقت کیا حال ہے مگر میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ
 ان مظلوم مسلمانان بہادر کا بدلہ مسلم اکثریت والے مولوں میں لینا ایک بجاری سیاسی اور اخلاقی غلطی
 ہوگی۔ اور اگر ایسا ہوا تو ہم دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلیں گے۔"
 بیان کے آخر میں قائد اعظم جتو لفظ "مسلمانوں سے اپیل کی۔"

میں ایک بد بصر تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جہاں بھی اکثریت میں ہوں، غیر مسلموں
 کی حفاظت جان و مال کے لیے جو کچھ بھی ممکن ہو کریں اور ان میں ہر دوسرے پر کریں۔
 تاریخ اسلام کی درنی گردانی کیے، بیشتر قریب کے اقوال کو ملاحظہ فرمائیے غیر تعصب ناقہین کے عقیدہ متصورہ
 پر نظر ڈالئے۔ اس حقیقت کو سب ہی نے تسلیم کیا ہے اور مسلمانوں نے جہاں بھی مستم رکھا وہاں کے باشندوں
 سے انہیں اپنے لیے رحمت خداوندی خیال کیا ہے۔

THE PRELIMINARY REPORT OF THE COMMISSIONER OF THE PUNJAB PROVINCE